سوال

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی موٹر سائکل کم قیمت مثلاً 25000 روپے پر اس طریقے سے فروخت کرتا ہے کہ یہ قیمت معاہدہ کرتے وقت وصول کرے گا اور 45 دن بعد موٹر سائکل کی ادائیگی کرے گا جبکہ موٹر سائکل کی بازاری قیمت تقریباً 45000 روپے ہے تو کیا یہ معاملہ شرعاً جائز ہے؟

کیا اس معاملہ کو بیع سلم بنایا جاسکتا ہے

نیز اگر یہ صورت جائز نہیں تو کوئی متبادل صورت ہو تو اس کی بھی رہنمائی فرمائیں۔

جزاک اللہ۔

والسلام محمد عثمان میانوالی 0301 3958288

وضاحت:- سوال میں ذکر کردہ معاملہ میں فروخت کنندہ اور خریدار کے درمیان یہ بات طے ہوئی ہے کہ ۴۵ دن کے بعد خریدار کو اس بات کا اختیار ہوگا کہ چاہے تو وہ حسبِ معاملہ سابقہ موٹر سائیکل فروخت کنندہ سے وصول کرلے یا پھر وہی موٹر سائیکل زیادہ قیمت پر مثلاً 25000 کی 30000 میں فروخت کنندہ کو فروخت کردے۔ اس طرح خریدار کو نفع ہوگا۔ پھر اس معاہدہ کے ۴۵ دن بعد فروخت کنندہ موٹر سائیکل اور اسکے کاغذات خریدار کے سامنے کرکے وہی اختیار دیتا ہے کہ چاہیے تو موٹر سائیکل وصول کرلے یا پھر اسے زیادہ قیمت پر فروخت کردے۔ یعنی فروخت کنندہ صرف تخلیہ کرکے یہ اختیار دیتا ہے۔ اکثر لوگ موٹر سائیکل فروخت کنندہ کو دوبارہ فروخت کردیتے ہیں تاکہ نفع حاصل کیا جاسکے۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا مذکورہ معاملہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

نوٹ:- جواب منسلکہ ورق پر ملاحظہ فرمائیں۔

وفي بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع - (5 / 244)

جاری ہے---

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامدا ومصليا

سوال میں جو صورت مذکور ہے، اگر اُسے اختیار کیا جائے کہ کم رقم (مثلاً 25000 روپے) دے کر زیادہ رقم (مثلاً 30000 روپے) وصول کی جائے، موٹر سائیکل کی خرید وفروخت کا عقد مقصود نہ ہو تو اِس صورت میں مذکورہ معاملہ جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ ایسا ہی ہے جیسے قرض دے کر اُس پر اضافی رقم (نفع) وصول کی جائے جو کہ سود ہونے کی وجہ سے شرعاً ناجائز ہے اور سود حرام ہے۔

اور اگر مذکورہ معاملہ سے باقاعدہ موٹر سائیکل خریدنا مقصود ہو تو اِس صورت میں مذکورہ معاملہ کی فقہی تکییف "بیع سلم" سے ہو سکتی ہے مگر پھر یہ ضروری ہے کہ اس معاملہ میں "بیع سلم" کی تمام شرائط پائی جائیں یعنی موٹر سائیکل کی قسم، اُس کا ماڈل، رنگ اور دیگر تمام مطلوبہ صفات ربُ السلم (خریدار) اور مسلم الیہ (فروخت کنندہ) کے درمیان اسطرح متعین ہوں کہ بعد میں کسی نزاع اور اختلاف کا خطرہ نہ رہے۔

لمافى الفتاوى الهندية – (3 / 178)

أما تفسيره فالسلم عقد يثبت به الملك في الثمن عاجلا وفي المثمن آجلا.

وفى بدائع الصنائع فى ترتيب الشرائع – (5 / 201)

والسلم مبناه على الغبن ووكس الثمن، لأنه بيع المفاليس.

وفى فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (567/1)

لأن السلم انما شرع لدفع حاجة فاقدي السيولة الذين يريدون أن يحصلواعلي نقد يستخدمونه للاستثمار في نشاطاتهم الزراعية أو التجارية، ومن أجل ذلك يرضون بالوكس بالثمن.........مع كون السلم بثمن أوكس، فتفوت المصلحةالتي شرع السلم لأجلها......لأن السلم يكون عادة بثمن أقل من القيمة السوقية.

وفى فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (570/1)

وبما أن السلم يجوز في العدديات المتقاربة، فانه يجوز في السيارات والدراجات والطائرات والثلاجات والمكيفات والأدويات المنزلية والكهربائية التي ينضبط نوعها ووصفهاو موديلها ولونها ونحوذلك من الأوصاف التي لها دخل في رغبة المشترين ولابأس بتعيين المصنع أو العلامةالتجارية، بشرط أن يكون المسلم فيه عامّ الوجود في محله بحكم الغالب عند حلول أجله.

وفى فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (415/1)

قبض العدديات: أماالعدديات.......أما الحنفية، فيكفي عندهم التخلية الخ

وفى بدائع الصنائع فى ترتيب الشرائع – (5 / 244)

جاری ہے---

(وأما) تفسير التسليم، والقبض فالتسليم، والقبض عندنا هو التخلية، والتخلي وهو أن يخلي البائع بين المبيع وبين المشتري برفع الحائل بينهما على وجه يتمكن المشتري من التصرف فيه فيجعل البائع مسلما للمبيع، والمشتري قابضا له، وكذا تسليم الثمن من المشتري إلى البائع..........ثم لا خلاف بين أصحابنا في أن أصل القبض يحصل بالتخلية في سائر الأموال، واختلفوا في أنها هل هي قبض تام فيها أم لا؟ وجملة الكلام فيه أن المبيع لا يخلو إما أن يكون مما له مثل، وإما أن يكون مما لا مثل له فإن كان مما لا مثل له من المذروعات، والمعدودات المتفاوتة فالتخلية فيها قبض تام بلا خلاف، حتى لو اشترى مذروعا مذارعة أو معدودا معاددة، ووجدت التخلية يخرج عن ضمان البائع، ويجوز له بيعه، والانتفاع به قبل الذرع والعد بلا خلاف، وإن كان مما له مثل فإن باعه مجازفة فكذلك؛ لأنه لا يعتبر معرفة القدر في بيع المجازفة الخ

وفى الأشباه والنظائر – حنفي – (1 / 39)

القاعدة الثانية : **الأمور بمقاصدها**

"كما علمت في التروك وذكر قاضي خان في فتاواه أن بيع العصير ممن يتخذه خمرا إن قصد به التجارة فلا يحرم وإن قصد به لأجل التخمير حرم وكذا غرس الكرم على هذا انتهى وعلى هذا : عصير العنب بقصد الخلية أو الخمرية. واللہ اعلم بالصواب

محمد زبیر عفااللہ عنہ

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۲۳/محرم/۱۴۳۹ھ

۱۴/اکتوبر/۲۰۱۷ء

الجواب صحیح

محمود اشرف غفراللہ

۲۳/۱/۱۴۳۹ھ

16-10-2017

الجواب صحیح

۳۰/۱/۱۴۳۹ھ

الجواب صحیح

محمد طاہر عفی عنہ

۳۰/۱/۱۴۳۹ھ